السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں، اگر زندہ ہیں تو ان کی زندگی کی حقیقت کتب شرع میں ہے یا نہیں، نیز حدیث ((الانبیاء احیاء فی قبورہم)) بیہقی کا کیا مطلب ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

معلوم ہونا چاہیئے کہ سوال میں مذکورہ حدیث (الانبیاء احیاء) کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ بنام حیاۃ الانبیاء میں تین اسناد کے ساتھ مرفوعا اور ایک سند کے ساتھ موقوفا ذکر کیا ہے اور چاروں طریق سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ختم ہوجاتے ہیں لیکن ان چاروں احادیث کی اسناد بالکل ضعیف اور ناقابل احتجاج ہیں بلکہ ان کے موضوع ہونے کا قائل ہوا جائے تو یہ مبالغہ نہیں ہوگا ذیل میں وہ احادیث بمع اسانید ذکر کر کے ان کے رواۃ کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!

((قال البیہقی فی رسالتہ المسماۃ بحیاۃ الانبیاء :

(۱)۔۔۔۔۔۔((اخبرنا ابو سعید احمد بن محمد بن الخلیل الصوفی احمد اللہ قال انبآ ابو احمد عبد اللہ بن عدی الحافظ قال ثنا قسطنطین بن عبد اللہ الرومی قال ثنا الحسن بن قال حدثنی الحسن بن قتیبۃ الدائنی ثنا المسلم بن سعید الثقفی عن الحجاج بن الاسود عن ثابت البنانی عن انس رضی اللہ عنہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون))

اس روایت میں دو راوی ہیں جن کے اوپر ہم نے ۱ ’۲ کی تعداد لگائے ہیں ان میں سے پہلا قسطنطین بن عبد اللہ الرومی ہے یہ مجہول ہے اور جہالت راوی کی جرح شدید کے باب میں سے ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی رومی شخص تھا جیسا کہ اس کے نام اور نسبت سے ظاہر ہے اور رومیوں کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی نہیں اسلام نے ان کی حکومت کو طشت ازبام کر دیا روی تخت تاج سے محروم ہوگیا قیصر روم ہمیشہ کے لیے صفحہ وجود سے معدوم ہوگیا ’’وملک قیصر فلا قیصر بعدہ ’’لہذا وہ اسلام سے جو بھی دشمنی کریں وہ کم ہے لہذا اس روایت کو گھڑنے میں اس کی کاروائی ہو سکتی ہے اس کے بعد حسن بن قتیبہ کا نام ہے اس کے متعلق امام دارقطنی فرماتے ہیں ’’متروک الحدیث ’’اصول حدیث کے ماہرین کو بخوبی معلوم ہے کہ متروک راوی روایت نہ متابعت اور نہ ہی استشہاد اپیش کی جا سکتی ہے کیونکہ ایسا راوی شدید مجروح ہے کیونکہ متروک عموما واغلبا متہم بالکذب ہوتا ہے لہذا یہ روایت ان دو اسباب کی وجہ سے ناقابل استشہاد ہے لہذا اسے حدیث کہنا بھی درست نہیں۔

(۲)۔۔۔((قال البیہقی فی الرسالۃ السابقۃ اخبرنا اللہ من اہل العلم قال انبا ابو عمرو بن حمدان قال انبا ابو یعلی الموصلی ثنا ابو الجم الازرق بن علی ثنا یحی بن ابی بکر ثنا المسلم بن سعید عن الحجاج عن ثابت البنانی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون۔))

اس روایت میں بھی دو راوی مجروح ہیں ایک بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ کیونکہ وہ مبہم ہے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا اس کا نام ’’اللہ من اہل العلم ’’لکھنا کافی نہیں کیونکہ کوئی تلمیذ مرتبہ اپنے استاذ کو یا شیخ کو ثقہ یا قابل اعتماد سمجھتا ہے لیکن وہ مجروح اور ناقابل حجت ہوتا ہے کیونکہ اسے اس کے متعلق مکمل خبر نہیں ہوتی کہ فلاں میں کوئی یہ خرابی بھی ہے اور اس خرابی یا نقص یا سبب جرح کا علم کسی دوسرے امام فن کو ہوتا ہے اور چونکہ جرح خصوصا مبین اور مفسر تعدیل پر مقدم ہوتی ہے لہٰذا ممکن ہے کہ جسے بیہقہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ سمجھ رہے ہوں وہ مجروح شدید ہو اور اس کی جرح مفسر بھی ہو لہٰذا جب تک اس کا نام بیہقی صاحب نہیں لیتے تب تک وہ مبہم کے حکم میں ہیں اور ابہام کسی بھی حدیث پر صحت کا حکم لگانے سے مانع ہے ’’کما لا یخفی علی من لہ ممارستہ والمام باصول الحدیث ’’دوسرا امام یحیٰ بن ابی بکر کا ہے جس کا کتب رجال میں کوئی تذکرہ موجود نہیں لہذا ایسے مجاہیل اور غیر معروف اور مبہم رواۃ پر مبنی روایت کا حال کیا ہونا چاہیئے۔

ہر منصف مزاج اور اعتدال پسند شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے۔

(۳)۔۔۔((قال البیہقی فی الرسالۃ الماضیۃ اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ ثنا ابو حامد احمد بن علی الحسنوی الملاء ثنا ابو عبد اللہ محمد بن عباس الحصی ثنا ابو الربیع الزہرانی ثنا اسماعیل بن طلحۃ بن یزید عن عبد الرحمان بن ابی لیلی عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال ان الانبیاء لا یترکون فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ ولکنہم یصلون بین یدی اللہ عزوجل حتی ینفخ فی الصور۔))

اس روایت میں چار آفتیں ہیں پہلی بیہقی کے شیخ ابو عبد اللہ الحافظ کا استاذ ابو حامد احمد بن علی الحسنوی ہے یہ متہم بالکذب راوی ہے خود امام حاکم نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ ’’ہو فی الجملۃ غیر محتج بحدیث ’’یعنی اس راوی کی حدیث قابل احتجاج نہیں اور خطیب بغدادی فرماتے ہیں ’’لم یکن بثقۃ ’’یعنی یہ ثقہ نہیں ہے۔ یہ ’’صیغہ لم یکن بثقۃ یا لیس بثقۃ ’’شدید جرح کے الفاظ ہیں اور اس کے متعلق امام محمد بن یوسف جرجانی فرماتے ہیں کہ ’’ہو کذاب ’’یعنی یہ کذاب ہے یعنی یہ جھوٹی حدیثیں بنانے والا ہے اسی طرح کے الفاظ اس کے متعلق مشہور محدث ابو العباس الاصم نے بھی فرمائے ہیں بہر حال یہ راوی کذاب ہے۔

دوسری آفت ابو عبد اللہ محمد بن الحمصی ہے اس کا ترجمہ کہیں بھی موجود نہیں معلوم نہیں، کہاں کی آفت ہے اسی طرح ایک اور آفت اسماعیل بن طلحہ بن یزید ہے یہ بھی غیر معروف ہے اس کا ترجمہ بھی ہمیں کہیں نہیں ملا ہم ہماری بات چھوڑیں آج کے مشہور محقق ناصر الدین الالبانی جو عرب کے مشہور محقق فاضل عالم ہیں اور حدیث کے علوم میں مہارت تامہ رکھتے ہیں فن رجال میں بھی کافی مہارت رکھتے ہیں وہ بھی اپنے رسالہ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ کے جزء ثالث میں لکھتے ہیں کہ محمد بن عباس اور اسماعیل بن طلحہ کا علم انہیں نہیں ہو سکا اور نہ ہی انہیں یہ معلوم ہو سکا کہ کسی محدث نے ان کا ترجمہ قائم بھی کیا یا نہیں اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ دونوں

راوی کیا ہیں دونوں مجہول وغیر معروف ہیں چوتھی آفت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی صورت میں ہے اس کے متعلق رجال کی کتب میں ہے کہ سئی الحفظ جدا یعنی اس کا حافظہ سخت بغر چکا تھا۔ بہر حال ان آفات میں سے ہر کوئی اپنی مثال آپ ہے ایک آفت بھی اس روایت کے ساقط الاعتبار ہونے کے لیے کافی ہے چہ جائیکہ ایک 'و' کے بجائے ایک جگہ پر چار جمع ہو جائیں تو اس روایت کا کیا حال ہوگا خود فیصلہ کریں۔ واللہ الہادی الی سواء الصراط۔

(٤)۔۔۔چوتھی روایت موقوف ہے۔ قال البیہقی فی الرسالۃ الذکورۃ: ((أخبرنا ابو عثمان الإمام رحمہ اللہ أنبأ زاہر بن احمد أنبا ابو جعفر محمد بن معاذ المالینی ثنا الحسین بن الحسن ثناء مومل ثنا عبداللہ بن ابی حمید (واسم ابی حمید غالب) الہذلی عن ابن الملیح عن انس بن مالک الانبیاء فی قبورہم احیاء یصلون۔))

یہ موقوف روایت بھی بالکل ناقابل توجہ ہے کیونکہ اس میں تین راوی مجروح ہیں پہلا راوی ابو جعفر محمد بن معاذ المالینی غیر معروف ہے اس کا ترجمہ کہیں نہیں ملا۔

دوسرا راوی مومل ہے یہ ابن عبدالرحمن بن العباس ابن عبداللہ بن عثمان بن

ابی العاص ثقفی ہے اور بصری ہے اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ ضعیف یعنی یہ راوی ضعیف ہے۔

تیسرا راوی عبیداللہ بن ابن حمید الہذالی ہے اس کے متعلق حافظ صاحب تقریب میں فرماتے ہیں کہ ''ابو الخطاب البصری متروک الحدیث'' یعنی یہ تیسرا راوی پہلے دو راویوں سے بھی گیا گزرا ہے بہر حال اس روایت کے چار طرق امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں ذکر فرمائے ہیں جن کا حال آپ نے بخوبی ذہن نشین کر لیا ہوگا یعنی یہ روایت قطعاً قابل اعتبار اور قابل احتجاج نہیں رہی باقی رہا یہ مسئلہ کہ انبیاء علیہم السلام عالم برزخ میں ہیں یا نہیں تو اس کے متعلق یہ گزارش ہے کہ جب نص قرآنی کے مطابق شہداء زندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام شہداء کے بھی سردار ہیں کس طرح زندہ نہ ہوں گے یقیناً زندہ ہیں لیکن اس زندگی اور اس دنیا والی زندگی میں عظیم تفاوت اور بڑا فرق ہے۔ ان کے زندہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہ نکالا جائے کہ انہیں دنیوی زندگی حاصل ہے اور اس دنیا کی طرح لذتوں سے متمتع بھی ہوتے رہتے ہیں جس طرح کچھ جاہلوں کا خیال ہے بلکہ یہ دنیوی زندگی یقیناً ان انبیاء علیہم السلام کی وفات اور شہداء کی شہادت پر ختم ہوگئی اس پر عقل و نقل اور حس و مشاہدہ شاہد ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

1 إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ الآیۃ

بہر حال کتاب و سنت، حس و مشاہدہ اس پر دال ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور شہداء اس دنیا سے تو کوچ کر گئے ہیں اور ان پر موت واقع ہو چکی ہے اور ان کی دنیاوی زندگی ختم ہو چکی ہے یہی سبب ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ کی عمر مبارک ٦٣ سال تھی ورنہ اگر دنیوی زندگی ختم نہ ہوئی ہوتی تو آج کل آپ کی عمر مبارک چودہ سو سال سے بھی متجاوز ہوتی۔

((وہذا ظاہر وباہر لا ینکرہ متدئ فضلا عن عالم))

بہر حال جب دنیوی زندگی اختتام پذیر ہوئی تو پھر آپ کو کونسی زندگی حاصل ہے اس کے متعلق قرآن کریم ہی رہنمائی کرتا ہے کہ:

بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ

یعنی انہیں ایسی زندگی حاصل ہے جس کا شعور و احساس تمہیں نہیں ہو سکتا، دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا کہ:

بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (آل عمران)

یعنی وہ زندہ ہیں اس عالم میں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں انہیں رزق دیا جاتا ہے نہ کہ اس دنیا میں ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہونے کا احساس ہمیں نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم صرف اس محسوس زندگی کا ہی شعور و احساس رکھتے ہیں باقی دیگر معاملات اور جو عالم ہماری حواس سے ماوراء ہے اسے سمجھنا اور اس کا احساس رکھنے کے متعلق قدرت کی طرف سے ہمیں کوئی بی آلہ یا وسیلہ ذریعہ نہیں ملا ہے مطلب کہ انہیں زندگی تو حاصل ہے اور بوجہ اتم حاصل ہے لیکن اس عالم میں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں نہ کہ اس دنیا میں بس اس کے متعلق اتنا ہی کلام کیا جا سکتا ہے مزید کچھ کہنا حد سے متجاوز ہونا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے کام سے محفوظ رکھے آمین!

عقلمند کے لیے اتنا ہی کافی و شافی ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 234

محدث فتویٰ